13749 ـ كيا دادي كا والدين كي موجودگي ميں اپنےپوتوں كےليےوصيت كرنا جائز ہے

سوال

احكام وراثت كےمتعلق سوالات :

ميري والدہ كوطلاق ہوئي اور انہوں نےدوبارہ شادي كرلي ، اور انہيں پہلي شادي كي بنا پرنہ كہ دوسري سے كچھ مال حاصل ہوا جووہ اپنےعزيز واقارب كےليے چھوڑ جائيں گي .

1- ميري والدہ كا صرف ايك ہي بيٹا ہے (پہلےخاوند سے ميں ہي اكيلا ہي بيٹا ہوں) اور خاوند اور دوپوتے اور كئي ايك بہن بھائي ہيں ان ميں سےايك بھائي اسي ملك ميں جہاں ميري والدہ رہتي ہيں رہائش پذير ہے (امريكہ ميں)

2- وراثت كےاحكام كي جومجھےمعلومات ہيں اس كےمطابق ميري والدہ كويہ حق ہے كہ وہ ايك تہائي سےزيادہ كسي بھي راہ ميں جسے وہ مناسب سمجھيں اور وہ اسلام كےمخالف نہ ہوميں تقسيم كرسكتي ہيں .

اس ايك تہائي (يااس سےكم) كي تقسيم كےبعد ميرے علم كےمطابق اس كا نصف بيٹے كےليے اور چوتھا حصہ موجودہ خاوند كےليے ملےگا ، تو كيا يہ صحيح ہے ؟

3- كيا اس كےعلاوہ بھي كوئي رشتہ دار ہے جوميري والدہ كا وارث بنےگا ؟

ميري والدہ نے تہيہ كر ركھا ہےكہ وہ ابني ممتلكات كو دو قسموں ميں تقسيم كريں گي ، ايك قسم ميرے ليے اور دوسري قسم اپنے دونوں پوتوں كےليے ، ليكن ميں نے انہيں بتايا ہے كہ ميں يہ تاكيد كرنا چاہتا ہوں كہ آيا آپ كا يہ فعل اسلامي طريقہ كےمطابق صحيح ہے كہ نہيں ، اسي بنا پر ميں يہ سوال كررہا ہوں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

الحمدللہ

اس سوال ميں كئي ايك بحثيں ہيں :

اول :

اس حالت ميں وراثت ميں كون حق ركھتا ہے :

ماں باپ ، خاوند بيوي ، اور بيٹے اگريہ موجود ہوں تو كوئي بھي محروم نہيں ہوگا ، بلكہ ان ميں سےہر ايك اللہ تعالي كي جانب سے مقرر كردہ حصہ حاصل كرےگا ، اور اگر بيٹوں كےساتھ بيٹياں بھي ہوں توعصبہ كي بنا پر دولڑكيوں

مثل ایك لڑكا كےحساب سے وارث بنیں گي .

اور آپ كےاس مسئلہ میں مندرجہ ذیل ورثاء كا وراثت میں حق ہے :

خاوند : بیٹا موجود (فرع وارث) ہونے كي بنا پر خاوند كوچوتھا حصہ ملےگا .

بیٹا : باقي تركہ اسےملےگا كیونكہ وہ عصبہ ہونےكي بنا پر وارث بن رہا ہے .

بہن اور بھائي : بیٹا موجود ہونے كي بنا پریہ محروم رہیں گے اوران كا وراثت میں كوئي حق نہیں ہوگا .

دوم :

وارث كےلیے وصیت كا حكم :

كسي بھي وارث كےلیے وصیت كرنا جائز نہیں كیونكہ رسول كریم صلي اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہےكہ آپ نےفرمایا :

(بلاشبہ اللہ تعالي نےہرحقدار كواس كا حق ادا كردیا ہے اور وارث كے لیے وصیت نہیں) سنن ترمذي الوصایا (2047) علامہ الباني رحمہ اللہ تعالي نے سنن ابوداود (1722) میں اسے صحیح قرار دیا ہے .

شیخ تقي الدین كہتے ہیں (اس پر امت متفق ہے)

لیكن اگر ورثاء اس كي اجازت دے دیں تواس حالت میں وصیت صحیح ہوگي اور یہ وصیت ان كي اجازت پر موقوف ہوگي .

سوم :

وصیت معتبر ہونے كا وقت :

وصیت موت كي حالت میں معتبر ہوگي .

امام موفق كہتے ہیں : موت كي حالت میں وصیت معتبر ہونے كے بارہ میں اہل علم كےمابین اختلاف ہونےكا ہمیں كوئي علم نہیں . دیكھیں : الملخص الفقھي للفوزان (2 / 174) .

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالي كہتےہیں : علماء اس پرمتفق ہیں كہ جس كےلیے وصیت كي گئي ہے وہ وصیت كرنےوالےكي موت كےدن وارث شمار ہوگا ، حتي كہ اگر اس نےاپنےبھائي كےلیے وصیت كي ہو وہ اس طرح كہ وصیت كرنےوالےكا كوئي بیٹا نہ ہوجومذكورہ بھائي كومحروم كردے تواس كي موت سےقبل بیٹا پیدا ہوگیا تووہ بھائي

كومحروم كردےگا تو مذكوره بھائي كےليے وصيت صحيح ہے ، اور اگر اس نےبھائي كےليے وصيت كي اوروصيت كرنےوالےكا بيٹا تھا تووہ بيٹا وصيت كرنےوالے كي موت سے قبل فوت ہوگيا تويہ وصيت وارث كےليےہے . اھ

تواس بنا پر آپ كي والدہ كےليے اپنےپوتوں (آپ كي اولاد) كےليے وصيت كرني جائز ہے جب تك ان كا وصيت ميں كوئي حق نہيں ، اور اسي طرح وہ اپنےبہن بھائيوں كےليے بھي وصيت كرسكتي ہے ليكن اس ميں شرط يہ ہے كہ وہ وصيت ايك تہائي سےزيادہ نہ ہو كيونكہ رسول كريم صلي اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

(ايك تہائي اور ايك تہائي حصہ بہت ہے) صحيح بخاري الوصايا (2538) .

رہا مسئلہ زندگي ميں ہي عطيہ كرنا تو يہ ہبہ وہديہ ہے اس كي تفصيل معلوم كرنے كےليے آپ سوال نمبر (10447) كےجواب كا ضرور مطالعہ كريں .

واللہ اعلم .